

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ نماز میں رفع یدین کرنا اور یتنوں بہری نمازوں میں بلند آواز سے آمین کہنا درست ہے یا نہیں اور جو شخص ان دونوں پر عمل کرے وہ امام اعظم کے مذہب سے باہر ہو جاتا ہے۔ یا نہیں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلوة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

علمائے حنفی پر پوشیدہ نہیں ہے کہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنے میں لٹا جھکنا تعصب اور جہالت سے غالی نہیں ہے کیوں کہ مختلف اوقات میں رفع یدین کرنا اور نذرہ کرنا دونوں ثابت ہیں اور دونوں طرح کے دلائل موجود ہیں، شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادت میں طرفین کے دلائل بیان کر کے لکھا ہے کہ دونوں طریقوں کو ملنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے مولانا عبدالحق لکھنوی ارکان اربعہ میں طرفین کے دلائل لکھ کر فرماتے ہیں اگر نہ کرے تو بہتر ہے اور اگر کر لے تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر انصاف کی نگاہ سے دیکھا جائے تو بہت سے صحابہ کرام سے رفع یدین کرنا ثابت ہے چنانچہ عراقی نے شرح تقریب میں اور مولوی سلام اللہ حنفی نے شرح موطن میں پانچ صحابہ سے رفع یدین نقل کی ہے۔

سیوطی نے تیس صحابہ سے رفع یدین نقل کی ہے اور مجدد الدین فیروز آبادی صاحب قاموس نے سفر السعادت میں لکھا ہے کہ مرفوع احادیث اور آثار و اخبار رفع یدین کے متعلق لکھتے جہاں تو ان کی تعداد چار سو تک پہنچتی ہے اور رفع یدین کے منسوخ ہونے کا دعویٰ بالکل بلا دلیل ہے۔

اعلم انہ قد روی الرفع عند الركوع والرفع منه غیر ابن عمر وائل بن حجر و مالک بن الحریث عند الشیخین والوہبیرۃ و علی والحمد الساعدی وابن عباس عند ابی داؤد والنس و جابر وصحیب عند ابن ماجہ والیسقنی والموصلی عند الدارقطنی والوسید وسحل بن سعد ومحمد بن مسلمہ والبقادۃ والموصلی الاشعری وعمر واللیثی کا ذکر الترمذی قال الشافعی فی الام بروی ذلک عنہ صلی اللہ علیہ وسلم اربعۃ عشر من الصحابہ وروی عن اصحابہ صلی اللہ علیہ وسلم من غیر وجہ و ذکر البخاری انہ رواہ سنۃ عشر رجلا من الصحابہ و ذکر الحاکم من رواہ العشرۃ المبشرۃ و ذکر ابی العزاقی انہ تتبع من رواہ من الصحابہ فبلغوا خمسين رجلا فروی عبد الرزاق عن ابی حمزۃ مولى بنی اسد قال رایث ابن عباس اذا فُتح الصلوة یرفع یدیه واذ ارکع واذ ارفع رأسہ من الركوع وروی ابن ابی شیبۃ عن عطاء قال رأیت ابا سعید الخدری وابن عباس وابن الزبیر یرفعون یدیم اذا فُتحوا الصلوة وحین رکعوا بعد ما رفعوا عن اشعث کان ابن یسلف عن ابن سیرین انہ کن یرفع و ذکر الترمذی ممن یقول بالرفع جابر بن جہانس والوہبیرۃ وعطاء وطاؤس ومجاہد ونافع وسالم وسعید بن جبیر و بہ قال الشافعی واحمد واسحق والمحدثون و قال الامام ابو حنیفۃ لا یرفع الا تکبیرۃ الاحرام و حور و ابیہ ابن القاسم والشافعی عن مالک قال ابن دقین العید حوا المشہور عند اصحاب مالک والمحول بہ عند المتأخرین واحتجوا بما رواہ ابو داؤد والترمذی من طریق و کعب عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمۃ قال لنا ابن مسعود الاصلی حکم صلوة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صلی ولم یرفع یدیه الامرۃ واحدة مع تکبیرۃ الافتتاح قال ابو داؤد و هذا حدیث مختصر من حدیث طویل یس حوا للصحیح علی ذلک المشغل قال الحافظ ابن حجر فی تخریج الرفعی قال ابن المبارک لم ثبت عندی وضعف احمد شیخینی بن دم والبخاری والوداؤد والوہبیرۃ والدارقطنی والدارمی والحمید الکبیر والیسقنی وقال ابن حبان هذا حسن خبر روی لاهل الکوفۃ و حو فی تحقیقہ اضعفت شی یقول علیہ لان لا علیہ تواترہ و وقع فی الخلافۃ للنفوی حکایۃ الاتفاق علی تضعیف هذا الحدیث انتہی وقال ابن القطان حو عندی صحیح ولا یقول ثم لا یعود فہذا قالوا ان کیا کان یقول من قبل نفسه و کذا قال الدارقطنی انہ صحیح الاخذۃ المغفلۃ و ذکرہ الحافظ فی تخریج الحدایہ لکنہ قال الترمذی انہ حسن و بہ یقول غیرہ واحد من اصحابہ صلی اللہ علیہ وسلم وصحی ابن حزم ذکرہ الزرکشی فی تخریج الرفعی فایہ ما فی الباب ثبوت الرفع وعدمہ کلاهما عنہ وحی انما یدل علی نفی وجوب الرفع لا علی عدم مذہبہ وترک ابن عمر للرفع لا ینفید نسخ التذہب قال الیسقنی وقد یکن الجمع یضمان انہ مارا ہما بتا بانہ غفل عنہ فلم یرہ وغیرہ راہ وغفل عنہ ابن عمر فلم یضبط مرۃ او مرات اذ کان یجوز نہ فہذا یدل علی انہ سنۃ و نہ کہ یدل علی انہ لیس بواجب محلی فقتول وردت فی الرفع المذكور ارجح ما ینہ خبر من مرفوع و اثر علی ما قال مجد الدین فیروز آبادی فی السفر فاحدیث متواتر معنی رواہ نخسون من الصحابہ فہم العشرۃ المبشرۃ علی ما قالہ العراقی فی شرح التقریب وعدہ السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ من جملة الاحادیث المتواترۃ فی کتابہ المسمی بالازہار المتناثرۃ فی اخبار المتواترۃ ونسبہ الی رواۃ ثلاثیہ و عشرين من الصحابہ فقال حدیث رفع یدین فی الاحرام والركوع والاعتدال اخرجہ الشیخان عن ابن عمر و مالک بن الحویرث ومسلم یعنی فی افرادہ عن وائل بن حجر والیراع فی اصحاب السنن الاربعین علی والوداؤد یعنی فی افرادہ عن سحل بن سعد وابن الزبیر وابن عباس ومحمد بن مسلمہ وابن اسید وابن حمید وابن قتادۃ وابن حریرۃ وابن ماجہ یعنی فی افرادہ عن انس وجابر بن عبد اللہ وعمر واللیثی واحمد عن الحکم بن عمیر والاعرابی والیسقنی عن ابی بکر الصدیق والبراء والدارقطنی عن عمر بن الخطاب وابن عباس والاشعری والطبرانی عن عقیقۃ بن عامر ومعاذ بن جبل انتہی کلامہ ثم استمر علیہ داہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی فارق الدنیا و حو فی زیادۃ الیسقنی علی الحدیث المستنق علیہ عن الزہری عن سالم عن ابن عمر فما زالت تملک صلواتہ حتی نفق اللہ تعالیٰ قال ابن الدینی فی حدیث الزہری عن سالم عن ابیہ هذا الحدیث عندی حید علی الخلف و کل من سمع فہلہ ان یعمل بہ لانه لیس فی اسنادہ شی حکاہ الحافظ فی تخریج احادیث الرفعی و لکنہ لم یفسخ بعد صحیہ و تواترہ و رواۃ عن ہم غفیر من الصحابہ کان معمولاً فی الصحابہ بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کذا فی دراسات اللیب فی الاسوۃ بالحبیب للعلامۃ معین الدین السندی۔

ترجمہ: رکوع کو جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنا حضرت ابن عمرؓ کے علاوہ مالک بن حویرث الوہبیرۃ علی والحمد ساعدی ابن عباسؓ ائشؓ جابرؓ صحیبؓ ابو موسیٰؓ الاشعریؓ عمر و لیثؓ وغیرہ صحابہ سے حدیث کی مختلف کتابوں میں منقول ہے۔ امام شافعیؒ نے کتاب الام میں چودہ صحابہ سے رفع یدین کی روایتیں نقل کی ہیں۔ امام بخاریؒ نے رفع یدین کو سولہ صحابہ سے روایت کیا ہے، حاکم کہتے ہیں کہ یہ وہ حدیث ہے جس کو عشرہ مبشرہ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔ ولی عراقی کہتے ہیں کہ میں نے تتبع کیا تو مجھے پچاس صحابہ رفع یدین کی روایت نقل کرنے والے ملے، ابو حمزہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس کو رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے دیکھا ہے۔ عطاء کہتے ہیں۔ کہ میں نے ابو سعید خدریؓ، ابن عباسؓ اور ابن زبیرؓ کو رفع یدین کرتے دیکھا، امام حسنؓ اور ابن زبیرؓ رفع یدین کرتے تھے امام ترمذیؒ، احمدؒ، اسحاقؒ اور تمام اہل حدیث رفع یدین کرتے تھے۔ امام ابو حنیفہؒ اور مالکؒ کی ایک روایت رفع یدین نہ کرنے کے متعلق ہے اور دلیل میں ابن مسعودؓ کی روایت پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر دکھائی اور تکبیر تحریر کے سوا اور کسی جگہ رفع یدین نہ کی، ابو داؤد نے کہا یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ ابن مبارک کہتے ہیں یہ حدیث ثابت نہیں ہے۔ امام احمدؒ شیخینی بن آدمؒ، امام بخاریؒ، ابو داؤدؒ، الوہبیرۃ، دارقطنیؒ، دارمیؒ، حمیدیؒ، بیہقیؒ، ابن حبان سب نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ امام نوویؒ نے کہا اس کے ضعیف ہونے پر محمد بن کا اتفاق ہے ابن قطلنہؒ کہا ”ثم لا یعود“ (پھر نہ کرتے) کے الفاظ و کعب نے اپنی طرف سے کہے ہیں۔ دارقطنیؒ نے کہا یہ لغت فلا یعود صحیح نہیں ہیں۔ امام ترمذیؒ کہتے ہیں، کچھ صحابہ سے رفع یدین نہ کرنا بھی ثابت ہے۔ ابن حزم نے اس حدیث کو صحیح کہا اور ترمذیؒ نے حسن۔ قصہ مختصر رفع یدین کا ثبوت اور عدم ثبوت دونوں مروی ہے اس اختلاف

فائدہ : مستدرک حاکم میں ہے، بلال کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لا تبغنی بآمین" یہ حدیث شیخین کی شرط پر ہے گو انہوں نے اس کو روایت نہیں کیا۔ امام احمد بن حنبل الوہیریہ کی حدیث بنا پر بلند آواز سے آمین کہتے اور مدینہ کے فقہاء کا بھی یہی مذہب ہے۔ واضح ہو کہ حاکم نے جو بلال سے روایت نقل کی ہے۔ اس میں دو غلطیاں ہیں۔ ایک تو یہ کہ بلال کے قول کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ یعنی یہ حدیث حقیقت میں موقوف ہے۔ جسے مرفوع بنا دیا گیا ہے اور دوسری غلطی یہ ہے کہ "لا تبغنی بآمین" (مجھے آمین کہنے کے ذمناض کے الفاظ کو "لا تبغنی بآمین" بنا دیا گیا ہے۔ چنانچہ صحیح روایت میں "لا تبغنی بآمین" کے لفظ آئے ہیں۔ اور اس کی نظیر الوہیریہ کی حدیث ہے۔ جسے بخاری نے روایت کیا ہے کہ حضرت الوہیریہؓ نے امام علاء بن حضرمی کو آواز دیا کرتے تھے کہ میری آمین فوت نہ ہوئے دینا۔ ابن عساکر کی روایت میں ہے کہ مجھ سے آمین

پہلے نہ کہہ لینا اس کی وجہ سے یہ تھی کہ ابوہریرہ مروان کے مؤذن تھے ابوہریرہؓ نے مروان سے شرط کر لی تھی کہ میں اس صورت میں مؤذن بنوں گا کہ ولا الضالین میرے نماز شروع کرنے سے پہلے نہ کہہ لینا کیوں کہ حضرت ابوہریرہؓ کے ذمہ بحیثیت مؤذن یہ ڈیوٹی بھی تھی کہ صفوں کو درست کریں اور اقامت وغیرہ کہیں۔ اور مروان ابوہریرہؓ کے فارغ ہونے سے پہلے ہی نماز شروع کر دیا کرتا تھا۔ تو ابوہریرہؓ نے اس لیے یہ شرط کی تھی۔ خلاصہ یہ کہ مستدرک کی روایت سے جو آئین باجہر کی ممانعت ثابت کرے وہ غلطی پر ہے۔ واللہ اعلم

واضح باد کہ در روایت بلال در لفظ حدیث حاکم دو غلطی واقع شدہ کیے آنکہ مقتولہ بلال را منسوب بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کردہ دوم آنکہ بجائے لفظ لا تسبقنی لا یستغنی واقع شدہ و صحیح روایت اس است حدیثنا اسحق بن ابراہیم بن راحویہ انا و کعب عن سفیان عن عاصم عن ابی عثمان عن بلال انہ قال یا رسول اللہ لا تسبقنی یا من کا رواہ ابو داؤد فی سننہ (ترجمہ) بلال گفت اے رسول خدا اور آئین گفتن سبقت لفرماید چہرے در قرأت فاتحہ آہستگی نمازید کہ من ہم بمخارقت آئین شما شریک شوم زیرا کہ مراد اقامت و تسویہ صفت من وجہ دیرے میشود، و نظیر قول بلال قول ابوہریرہ در صحیح بخاری مذکور است و کان ابوہریرہؓ ینادی الامام حوالہ العلاء بن الحضرمی کا عند عبد الرزاق لا تسبقنی من الصلوات ولا بن عساکر لا تسبقنی یا من من السبق وعند الیستقی کان ابوہریرہؓ یؤذن لمروان فاشترط ابوہریرہؓ ان لا یسبقہ بالاضالین حتی یعلم انہ دخل فی الصف و کان یستقبل بالاقامۃ و تعدیل الصفوف و کان مروان یبادر الی الدخول فی الصلوۃ قبل فراغ ابی ہریرۃ بنیہ عن ذلک انتہی مافی اشراذ الساری وغیرہ من الشروح البخاری۔

حاصل معنی روایت حاکم اس است کہ مقتدی بمعیت امام بلاملت آئین گوید، زیرا کہ بعد می نویسند کہ هذا اختلاف مذہب احمد بن حنبل اہ یعنی نزد احمد تقدم امام و تاخر مقتدی بترتیب بلاملت باید، بقدر نہ فاء فتحو لو او فاموا زیرا کہ مقتضی فاء ترتیب بلاملت است چنان کہ بر مثال ذکی مخفی نہ باشد، و لفظ یستغنی من الغنا فمیدان و باز یستغنی را بمعنی تیغنی قرار دادن یعنی لا سہر آئین مراد گرفتن بناء فاسد علی الفاسد خواہ بود، زیرا کہ استغناء بمعنی تغنی در لغت عرب مستعمل نہ شدہ و من ادعی فہدیہ البیان بلکہ بلاشبہ از غلطی کاتبان بجائے لا تسبقنی لا یستغنی واقع شد چہ روایت ابو داؤد بر آن شاہد عدل است، و ہم قول ابوہریرہؓ مقتوی و مساعد است آن را چنان کہ از صحیح بخاری سلیق مذکور گردید، و در روایت مستدرک شعبہ است و در روایت ابو داؤد سفیان است قائم مقام شعبہ باقی عاصم و ابی عثمان ندی از بلال در مستدرک و ابو داؤد متوافق اند س اگر غلطی آن محمول بر کتابت نقل کنندگان نہ باشد، دریں صورت مقابلہ شعبہ با سفیان خواہ بود، در میان اختلاف روایت حاکم و ابو داؤد پس چنان کہ سنن ابو داؤد مقدم خواہ بود بر مستدرک حاکم بچنان سفیان مقدم شد بر شعبہ در صورت اختلاف، چنانچہ در باب الرحمان فی الوزن مستفاد میشود حدیثنا ابن ابی رزمہ قال سمعت یقول قال رجل لشعبۃ خالفک سفیان حدیثنا احمد یمن حنبلنا و کعب عن شعبۃ قال کان سفیان احفظ منی فغنی مافی سنن ابی داؤد۔

خلاصہ کلام دریں مقام ابن است کہ ہر کہ روایت مستدرک حاکم مانع ہر آئین شود محضی است چہ ازین روایت نفی ہر آئین اصلاً مرتبط نیست و مساسے ندارد، چنان کہ ازما سبق بوضوح پیوست و ما علینا الا البلاغ المسبین۔

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 3 ص 160-169

محدث فتویٰ